دعوت الی اللہ اپنے گھروں سے شروع کریں۔
اسوۂ رسولؐ پر چلتے ہوئے اپنے گھروں کو جنت نشان بنادیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ فروری ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۞ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۞ (الانفال: ۳۰-۳۱)

پھر فرمایا:۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اور جب چاہے جس چیز کا فیصلہ فرمائے۔ جس انداز سے چاہے اُسے عدم سے وجود میں لاسکتا ہے۔ اس کے باوجود وہ منصوبہ بناتا ہے اور ہر کام جس کا فیصلہ کرتا ہے اس کے لئے ایک باقاعدہ منصوبہ بناتا ہے تو اس منصوبے کے تحت وہ کام جاری ہوجاتے ہیں۔ تو مومن کا کام ہے جو خدا کا سچا بندہ ہے کہ اللہ ہی کے رنگ اختیار کرے اور جس طرح خدا تعالیٰ ایک فیصلے کے بعد منصوبہ بناتا ہے مومن بھی اپنے کاموں میں منصوبہ بنائے۔ مومنوں کے منصوبے سے متعلق گفتگو چل رہی ہے اس سلسلہ میں میں

یہ بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ کافر بھی منصوبہ بناتا ہے۔ پس مومن کے لئے یہ کسی صورت ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ منصوبے کے بغیر اپنی زندگی کو کسی بہتر رنگ میں ڈھال سکے۔ ایک طرف اس کے آقا و مالک کا مزاج ہے جو منصوبے بناتا ہے۔ اگر اس سے محبت ہے اور اس سے پیار ہے، اگر اُسے عقلِ کل سمجھتا ہے تو لازماً اُس کی پیروی کرنی ہوگی اور اگر نہ کرے تو دشمن کے ہاتھوں مارا جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ دشمن بھی منصوبے بنا رہا ہے۔ یہ دو آیات جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے ان میں انہی منصوبوں کا ذکر ہے اور ان منصوبوں کے ذکر سے پہلے ہی ان کا علاج بھی بیان فرما دیا گیا ہے۔ فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وہ تمہیں کھلی کھلی واضح فتح عطا فرمائے گا۔ فرقان ایسی دلیل کو بھی کہتے ہیں اور ایسی قوت کو بھی کہتے ہیں جو کھرے کھوٹے میں تمیز کر دے۔ جو حق کو باطل کے مقابل پر کھول کر سامنے لے آئے اور اس میں غلبے کا مفہوم بھی ہے کیونکہ سب سے بڑی دلیل جو عوام الناس سمجھتے ہیں وہ غلبے کی دلیل ہے۔

پس یوم الفرقان قرآن کریم میں بیان فرمایا یہ جنگ بدر کا وہ دن تھا جبکہ دشمن نے پہچان لیا کہ اب یہ جیتے ہوئے لوگ ہیں اب ان سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اس دن حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپؐ کے غلاموں کی فضیلت کھلے کھلے نشان کے طور پر روشن ہوگئی۔ پس فرمایا کہ تمہارے لئے ایک ہی طریق ہے کہ تقویٰ اختیار کرو، تقویٰ اختیار کرو گے تو خدا تعالیٰ وعدہ دیتا ہے کہ وہ تمہیں فرقان عطا فرمائے گا اور فرقان کے ساتھ وَ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ تمہاری برائیاں دور فرمائے گا۔ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ اور تم سے جو پہلے گناہ سرزد ہو گئے اُن سے بخشش کا سلوک فرمائے گا۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑے فضل والا ہے وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ فرمایا ہم تمہیں مطلع کرتے ہیں کہ دشمن تمہارے خلاف منصوبے بنا رہے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو واحد کے صیغے میں مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بھی یہ دشمن تیرے خلاف منصوبے بناتے ہیں جن کا تین نکاتی پروگرام ہے لِیُثْبِتُوْكَ ایک یہ کہ تیرے قدم اکھاڑ دیں۔ جس پیغام کو لے کر تو چلا ہے اور جس عزم کے ساتھ اس پیغام کو دنیا تک پہنچانے کا اقدام کر رہا ہے اس عزم میں تمہارا یقین ہٹا دیں یا اُس عزم کی پیروی میں تمہارے قدم

لڑکھڑا دیں گویا کہ اپنے پیغام کا حق ادا کرنے کے اہل نہ رہو۔ اَوْ يَقْتُلُوكَ یا تجھے قتل کر دیں۔ یہ پہلے منصوبے کی ناکامی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اگر تیرے ثبات قدم کو وہ نقصان نہ پہنچا سکیں تیرے قدم نہ لڑکھڑائیں تو پورے عزم اور قوت کے ساتھ، پوری شان کے ساتھ، پورے صبر کے ساتھ، پورے حوصلے اور توکّل کے ساتھ، اپنے مقصد کی پیروی میں ثابت قدم رہے تو پھر ان کے لئے کوئی چارہ نہیں رہے گا سوائے اس کے کہ تیرے قتل کا منصوبہ بنائیں اور اگر قتل میں ناکام ہوں تو يُخْرِجُوكَ کم سے کم اتنا تو ضرور کریں کہ تجھے ملک بدر کر دیں۔

یہ ایک طبعی ترتیب ہے جس کا انسانی نفسیات سے گہرا تعلق ہے۔ بالکل اسی طرح دشمن الٰہی جماعتوں کا مقابلہ کیا کرتا ہے اور اسی طرح آغاز ہوتا ہے، اسی طرح اس کا وسط آتا ہے، اسی طرح اس کا انجام ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر پیغام کو دلائل کے ذریعہ اور منطقی طاقتوں کے ذریعہ ناکام کیا جاسکے تو کوئی نہیں جو بے وجہ تلوار کو ہاتھ میں اٹھائے اس لئے تلوار ہاتھ میں لینے کا خیال آتا ہی اس وقت ہے جبکہ دشمن دلائل کی دنیا میں کلیۃً نامراد ہو چکا ہوتا ہے۔ پس جب وہ نامراد ہوگا تو کیا کرے گا۔ جب ایمان سے تمہیں متزلزل نہ کر سکے اور اپنے منصوبوں میں تم ثابت قدم رہو تو پھر تلوار اُٹھتی ہے اس کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں اور اگر تلوار ناکام نظر آئے اور ایسے حالات نہ پیدا ہوں کہ ان کے دشمن کو تلوار کے ذریعہ نیست و نابود کیا جاسکے تو پھر ملک بدر کرنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں کہ یہ فتنہ ملک سے باہر ہی نکل جائے اور مصیبت سے ہمارا پیچھا چھوٹے اور تو کوئی راہ نہیں ہے۔

فرمایا یہ تین منصوبے ہیں جو وہ تیرے خلاف بنا رہے ہیں وَيَمْكُرُوْنَ اور ہم پھر تاکیدًا بتاتے ہیں کہ وہ مسلسل دن رات مکر کرنے میں مصروف ہیں۔ ناپاک منصوبے بنانے میں وہ دن رات لگے ہوئے ہیں لیکن وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اللہ بھی ان منصوبوں کا توڑ کرتا چلا جارہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ منصوبے جو دشمن بناتا ہے اس کی اگر مومن کو اطلاع نہ بھی ہو تو خدا تعالیٰ ان منصوبوں کا توڑ کر رہا ہوتا ہے اس لئے مومن کے منصوبے بناتے وقت یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کی کامیابی کا انحصار Intelegence پر ہو۔ دشمن کے منصوبوں پر اطلاع کے نتیجہ وہ منصوبے بنا رہا ہوتا ہے۔ اس نے مثبت پہلو میں منصوبے بنانے ہی ہیں کیونکہ اللہ کی پیروی کرتا ہے لیکن دشمن بھی مسلسل منصوبے بنانے میں مصروف ہے۔ اگر ان منصوبوں پر مومن کو اطلاع

ہو جائے تو اس کا بھی فرض ہے کہ اللہ جوابی کارروائی کرتا ہے مومن بھی جوابی منصوبہ بنائے لیکن اگر اطلاع نہ ہو تو اُسے کامل یقین رکھنا چاہیے کہ اس کا خدا ہمہ وقت اس کا نگران ہے اور دشمن کے شر پر اطلاع رکھتا ہے اور اس کے شر کو توڑنے کے لئے اُس کے ناپاک منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے خداتعالیٰ بھی جوابی منصوبے بنا رہا ہے۔ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ کا مطلب ہے کہ دشمن تو ناپاک اور گندے منصوبے بناتا ہے لیکن اللہ اچھے اور پاک منصوبے بناتا ہے۔

اچھے اور گندے میں فرق ایک تو مقصود کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے، ایک لائحہ عمل کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص بعض دفعہ یہ کہتا ہے کہ میں نے نیک مقصود سامنے رکھا ہوا ہے۔ اس لئے جھوٹ کے ذریعہ نیک مقصد حاصل کرلوں، شر کے ذریعہ نیک مقصد حاصل کروں، کیا فرق پڑتا ہے اور جماعت کے اکثر معاندین کا یہی حال ہے۔ وہ سمجھتے ہیں جماعت کے خلاف جھوٹ بھی جائز، گند بھی جائز، ہر قسم کی لغو حرکت جائز کیونکہ ہمارا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ جس کو ہم شر سمجھتے ہیں جس کو ہم جھوٹ سمجھتے ہیں مٹا دیں۔ پس اس کو مٹانے کے لئے ہم ہر قسم کے گندے حربے کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا ایسا نہیں کیا کرتا اللہ کا جوابی مکر جھوٹ اور گند اور بہتان اور ہر قسم کے ظلم اور سفاکی کے مقابل پر ایک صاف ستھرا پروگرام ہوتا ہے جس کے ذریعہ خداتعالےٰ کو کسی غلط کام میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ اس کا منصوبہ ہمیشہ صاف رہے گا۔ پس جماعت احمدیہ کی تاریخ بھی اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی جماعت کو دشمن کے منصوبوں کی اطلاع ہوئی ہے جھوٹ کے مقابل پر کبھی جھوٹ نہیں بولا گیا، شر اور فتنہ پھیلانے کے مقابل پر کبھی شر اور فتنہ نہیں پھیلایا گیا۔ بعض دفعہ یہ بھی بہتان لگاتے ہیں کہ احمدیوں نے شیعہ سنی فساد برپا کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ بھٹو صاحب اپنے آخری دور حکومت میں اپنی جان اسی طرح بچایا کرتے تھے کہ ہر فساد کی ذمہ داری احمدیوں پر ڈالنے کے لئے وہ Intelegence کے ذریعہ پہلے ہی یہ خبریں پھیلا دیا کرتے تھے، اخباروں میں اشتہار دے دیا کرتے تھے کہ احمدی فلاں شرارت کرنے لگے ہیں اس سے بچ جاؤ حالانکہ احمدیت کے مزاج میں ہی وہ بات نہیں چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوا کہ جب احمدیوں کے خلاف کوئی الزام لگایا گیا یعنی اسی قسم کا گندہ قتل کا الزام، شر پھیلانے کا الزام تو بڑے چوٹی کے تجربہ کار پولیس افسروں نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ہم احمدیت کا مزاج جانتے ہیں یہ ہو ہی نہیں سکتا ان کی سوسالہ تاریخ

سامنے کھڑی ہے۔ یہ اگر منصوبہ بنائیں گے تو خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ والا منصوبہ ہوگا۔ شر الماکرین والا نہیں ہو سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ مومن کو بھی جب جوابی منصوبہ بنانا ہو تو خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ہونا پڑے گا۔ خیر کا دوسرا مطلب بہتر کا ہے جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ اس منصوبے میں غالب آنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ دشمن کے ہر منصوبے کو یہ بہتر منصوبہ لازماً ناکام کر دیتا ہے۔ پس صلاحیتوں کے لحاظ سے بہتر کے معنی میں خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ابتداء ہی میں مومن کو جو نصیحت فرمائی ہے وہ دراصل دشمن کے سارے منصوبوں کا توڑ ہے اور خدا تعالیٰ کا مومن کے لئے منصوبے بنانا اس مرکزی نقطہ سے تعلق رکھتا ہے جس کا بیان اس سے پہلے ہو گیا ہے کہ اس کو مضبوطی سے پکڑ لو تمہارے سارے کام ٹھیک ہو جائیں گے۔ وہ تقویٰ ہے۔ اس ساری آیت میں ایک ہی چابی رکھی گئی ہے۔ باقی سب اس چابی کے ذریعہ کھلتے ہوئے تالوں کے مناظر دکھائے گئے ہیں لیکن خدا کے منصوبے بنانے کا تعلق بھی مومن کے تقویٰ سے ہے۔ جس مومن میں تقویٰ نہ ہو اس کے لئے خدا منصوبے نہیں بنایا کرتا، اس کے حق میں کوئی بھی وعدہ پورا نہیں ہوتا، اُسے کوئی فرقان عطا نہیں کی جاتی۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے لئے انفرادی طور پر منصوبہ بنائیں تو اس میں دعا کے بعد سب سے اہم قابل توجہ بات یہ ہے کہ اپنے تقویٰ کا منصوبہ بنائیں اور **تقویٰ کا منصوبہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کو علم ہو آپ میں کیا کیا کمی ہے اور وہ کمی بعض دفعہ ایسی بھی ہوتی ہے کہ جو آپ کے بس میں ہو کہ اُسے دور کر دیں اور بعض دفعہ ایسی بھی ہوتی ہے کہ آپ اپنی برائیوں کے ہاتھوں مغلوب ہو چکے ہوتے ہیں اور کوئی پیش نہیں جاتی۔** ان دونوں حالتوں میں خدا تعالیٰ نے آپ کو متقی ہی قرار دیا ہے۔ یہ بہت ہی قابل ذکر نکتہ ہے، یہ بہت ہی توجہ کے لائق نکتہ ہے کہ یہاں متقی کی یہ تعریف نہیں فرمائی کہ متقی وہ ہے جو نیتوں میں بھی کامل ہو اور عمل میں بھی کامل ہو اس میں نقائص نہ ہوں میں صرف ان کی مدد کروں گا۔ اگر یہ ہوتا تو دعوت الی اللہ کرنے کے لئے خدا کے ہاتھ کچھ بھی باقی نہ رہتا کیونکہ تقویٰ کی مصیبت یہ ہے کہ جتنا تقویٰ بڑھتا ہے اُتنا ہی انسان اپنے آپ کو گناہ گار بھی سمجھنے لگ جاتا ہے اور بسا اوقات درست ہوتا ہے کیونکہ اس کا نیکی کا معیار بڑھتا رہتا ہے جس چیز کو وہ نیکی سمجھتا ہے وہ ایک مقام پر نہیں رہتی بلکہ اس کا معیار بلند ہوتا رہتا ہے اسی کا نام عرفان ہے۔ تو تقویٰ اُس کے نقائص کھول کھول کر سامنے

لاتا ہے اور جب نقائص سامنے لاتا ہے تو وہ کہتا ہے میں متقی نہیں ہوں۔ جب اپنے آپ کو متقی نہیں سمجھتا تو وہ کہے گا مجھے فرقان عطا نہیں ہوگی، مجھ سے خدا یہ سلوک نہیں فرمائے گا، وہ سلوک نہیں فرمائے گا، میرے لئے منصوبے نہیں بنائے گا تو پہلا قدم اُٹھانے سے پہلے ہی اس کی کمر ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔

یہاں دیکھیں خدا نے کیسی عجیب تعریف فرمائی ہے۔ یہ دراصل وہی تعریف ہے جو قرآن کریم میں سورۂ بقرہ کے آغاز میں ہی بیان کی گئی ہے۔ فرمایا هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ وہاں متقی سے مراد اعلیٰ درجے کے تربیت یافتہ لوگ نہیں ہیں کیونکہ وہ تو پہلے ہی ہدایت پا چکے ہوتے ہیں۔ وہاں تقویٰ کی وہ تعریف ہے جو اس آیت میں پیش نظر ہے کہ انسان سچائی کے ساتھ، خالص نیت کے ساتھ پاک ہونے کا ارادہ کرے۔ یہ فیصلہ کرے کہ اس راہ پر چلنے کے لئے مجھے اس راہ کے اسلوب بھی سیکھنے ہوں گے اور میں اپنی موجودہ کمزوریوں کے ساتھ اس رستے پر چلتا ہوا اچھا نہیں لگتا۔ یہ ارادہ کر کے جب وہ یہ فیصلہ کرے کہ میں پوری کوشش کروں گا کہ اپنے نقائص کو دور کروں اور اپنی خوبیوں میں اضافہ کروں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تجھے متقی قرار دے دیا ہے۔ تیرا یہ ارادہ ہی مجھے منظور اور مقبول ہے اگر یہ خالص ہے اگر یہ سچائی کے ساتھ کیا ہوا ارادہ ہے تو اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ تجھے ضرور فرقان عطا کرے گا کیونکہ میری خاطر میرے رستے پر چلنے کے لئے تو نے یہ پروگرام بنایا ہے۔ فرقان کا مضمون یہ بات کھول رہا ہے اور بعد میں آنے والی آیت یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر کر رہی ہے کہ یہاں وہ متقی مراد ہے جو دعوت الی اللہ کا ارادہ کر کے گھر سے نکلتا ہے یا دعوت الی اللہ کے ارادے گھر بیٹھے باندھتا ہے اور ان سوچوں میں غلطاں ہے اور پریشان ہے کہ اے خدا میں تو کمزور ہوں۔ میرے اندر یہ بیماری ہے وہ بیماری ہے طرح طرح کے عوارض مجھے لاحق ہیں میں تو اپنے آپ کو اس لائق نہیں پاتا کہ باہر نکل کر تیری طرف دنیا کو بلاؤں کیونکہ جو تیری طرف بلانے والا ہو اس میں تیرے جیسے اخلاق چاہئیں۔ دنیا دیکھ تو سکے کہ کس کی طرف سے آیا ہے۔

یہ وہ شکوک اور شبہات ہیں جن کے رد کے طور پر آیت کا بقیہ حصہ ہے اور بقیہ حصہ یہ بتا رہا ہے کہ یہ وہم پہلے پیدا ہوئے ہیں تو سب سے پہلے سب سے بڑی خوشخبری رکھ دی۔ ہم تجھے فرقان کی بشارت دیتے ہیں، تیرے اور غیر میں تفریق کی جائے گی۔ یہاں لفظ فرقان دوہرے معنی رکھتا ہے۔ اس پر آپ غور کریں تو انسان قرآن کی فصاحت و بلاغت پر وجد میں آجاتا ہے۔ دعوت الی اللہ کرنے

والے میں اور جس کو دعوت الی اللہ کی جاتی ہے اس میں ایک فرق تو ہونا چاہئے۔ اگر فرق نہ ہو تو بلانے والا کس طرف بلاتا ہے اگر وہ اعلیٰ اخلاق کا مالک نہیں، اگر وہ اعلیٰ خوبیوں کا حامل نہیں، اگر وہ خدا کی صفات اپنے اندر نہیں رکھتا اور اس میں اور غیر میں تفریق ہی کوئی نہیں ہے تو اندھا اندھے کو بصارت کی بشارت دے رہا ہے۔ کوئی بلانے والا اگر خود بھوکا ہو تو خوراک کی طرف کیسے بلا سکتا ہے۔ تو یہ مضمون ہے کہ پھر کچھ نہ کچھ تمہارے اندر ہونا چاہئے اور خدا فرماتا ہے ہم تمہیں فرقان عطا کریں گے اور فرقان عطا کرنے کی تشریح یہ ہے کہ وَ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری برائیاں دور فرمادے گا۔ جب برائیاں دور فرمادے گا تو تم میں اور تمہارے غیر میں تمیز ہو جائے گی بہت نمایاں فرق نظر آئے گا۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران: ۳۲) اور تمہارے گناہوں سے بخشش کا سلوک فرمائے گا۔

بخشش سے مراد اخروی بخشش ہی نہیں وہ تو ہے ہی لیکن اس دنیا میں جب بخشش ہوتی ہے تو انسان اپنے اعمال کے بدنتائج سے بچایا جاتا ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ جو بداعمالیاں تم سے سرزد ہو رہی ہیں یا ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بدنتائج سے تمہیں محفوظ رکھے گا، سو مرتبہ وہ تمہاری پردہ پوشیاں فرمائے گا۔ بے شمار مرتبہ تم پریشان ہو گے کہ اب میں ان برائیوں کا برا نتیجہ دیکھنے والا ہوں اور دشمن بھی دیکھے گا اور کیا کہے گا کہ کون تھا کس کی طرف بلاتا تھا اور کیسی حرکتیں کرتا رہا؟ تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیری مدد کو آؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تیری نیت متقی بننے کی ہے۔ پس یہاں متقی سے مراد وہ پاک نیت انسان ہے جو نیک بننے کا فیصلہ کرے اور خدا کی خاطر ایسا کرے اور تبلیغ کی خاطر ایسا کرے کیونکہ اگلی آیت کھلا کھلا بتا رہی ہے کہ یہ تبلیغ کا مضمون ہے اور دعوت الی اللہ والے کے سوا کسی اور کا ذکر نہیں ہے کوئی عام ذکر نہیں۔ فرمایا پھر ہم تمہیں فرقان کے دوسرے معنوں میں بھی فرقان دیں گے یعنی تمہیں دشمن پر ایک ایسا غلبہ عطا کر دیں گے کہ تمہارا مقصود تمہیں حاصل ہو جائے گا اس کے لئے فرمایا کہ دیکھو اللہ کے پاس بے شمار بہت بڑے فضل ہیں۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ کہ اللہ بہت بڑے بڑے فضلوں والا ہے۔ اس کے پاس کسی قسم کی کمی نہیں ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ تو چونکہ متقیوں کا سردار ہے اس لئے دیکھ ہم تیرے سے یہ یہ سلوک کر رہے ہیں۔ تو سویا ہوا ہوتا ہے تو دشمن کی شرارتوں سے دن کو بھی اور رات کو بھی غافل

بیٹھا ہوا ہوتا ہے تو تیرے لئے خدا جاگتا ہے اور تیرے لئے دشمن کے ہر منصوبے کو ناکام کرنے کے لئے ایک مقابل کا منصوبہ بنا رہا ہوتا ہے۔ پس تقویٰ آنحضرت ﷺ کی طرف بڑھنے کا نام ہے کیونکہ آپؐ نے ہمیں زبان ہی سے نہیں بلکہ عمل کے ذریعہ تقویٰ کے مضمون سکھائے ہیں۔ پس ان معنوں میں فرمایا کہ تمہیں دشمن سے ڈرنے کی ضرورت نہیں مگر یہ متنبہ بھی فرما دیا کہ جب تم متقی بنو گے، جب خدا تمہاری کمزوریاں دور فرمائے گا، تمہیں فرقان عطا کرے گا۔ تو پھر یاد رکھنا بڑی مصیبتیں پڑیں گی تمہارے قتل کے منصوبے بنائے جائیں گے۔ سب سے پہلے تو تمہیں گالیاں دے کر یا مغلظات بک کر اور ہر قسم کے بہتان تم پر لگا کر تمہیں ڈرا دھمکا کر اپنے مقصد سے ہٹانے کی کوشش کی جائے گی اور یہ تأثر پیدا کر کے کہ اس مقصد کی پیروی میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے، متزلزل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ تم کہو گے کہ کس مصیبت میں مبتلا ہو گئے، کیا ضرورت تھی اس مشکل میں پڑنے کی؟ آرام سے گھر بیٹھو اور دشمن بھی یہی کہے گا کہ تم نے خود اپنے اوپر مصیبتیں ڈالی ہوئی ہیں آرام سے گھر کیوں نہیں بیٹھتے اور یہی وہ پروپیگنڈا ہے جو حکومت پاکستان نے ۱۹۷۴ء کے بعد اور پھر ۸۴ء کے بعد بڑے زور سے ساری دنیا میں کیا۔ جب بھی احمدی اپنے دردناک حالات بیان کرتے رہے تو بسا اوقات عدالتوں نے جن کے ہاں اُن کے کیس پیش تھے انہوں نے یہ سوال اٹھایا کہ ہمیں حکومت پاکستان کی طرف سے یا اُن کے فلاں فلاں نمائندے کی طرف سے یا Ambessidor کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ تم خود شرارت پیدا کرتے ہو، تمہیں کیا ضرورت ہے کہ باہر نکل کر لوگوں کو اپنی طرف بلاؤ۔ جب تم تبلیغ کرو گے تو پھر جوتیاں کھاؤ گے، مار پڑے گی حالانکہ نیک کام کی طرف بلانا جرم نہیں ہے اور ان لوگوں کے اپنے قانون کے مطابق جرم نہیں ہے جو یہ اعتراض کرتے ہیں۔ وہ تو احمدیوں کو اپنے مقصد میں ناکام کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو یہ ہے تمہیں اپنے ملک میں جگہ نہیں ملی ہم بھی اپنے ملک میں جگہ نہیں دینا چاہتے اور اس وجہ سے یہ دلیل بناتے ہیں کہ تم آرام سے گھر بیٹھے رہو کوئی تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ ظلم تب ہوگا جب تم گھر بیٹھے رہو کسی کو کچھ نہ کہو کسی کو اپنی طرف بلاؤ نہیں اور پھر لوگ تمہیں گھر جا کر ماریں پھر تمہارا حق ہے ہمارے ملک میں آجاؤ لیکن دعوت دیتے ہوئے مار کھاؤ گے تو پھر یہ تمہارا قصور ہے۔ یہ دلیل واقعۃً بہت سی عدالتوں میں پیش کی گئی اور پھر جماعت کی طرف سے اس کا معقول مؤثر رد بھی پیش کیا جاتا رہا لیکن بعض ججوں نے نہیں تسلیم کیا۔

تو مومن تو بغیر دعوت کے رہ نہیں سکتا اور دنیا کے کسی مہذب معاشرے میں دعوت الی الخیر دینا یا آپ خیر کو چھوڑ بھی دیں تو ایسی دعوت دینا جس میں ایک شخص زبانی بغیر کسی زبردستی کے، بغیر کسی لالچ کے کسی کو اپنا ہم خیال ہونے کی طرف بلاتا ہو یہ جرم نہیں ہے اور اس دعوت کے نتیجہ میں کسی کو مار کٹائی کا کوئی حق نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے متنبہ کر دیا کہ تم سے فرقان کا وعدہ تو ہے لیکن فرقان کے اور آج کے درمیان کافی منازل ہیں۔ وہ چھوٹا سا ذرہ، ریزہ جو سیپی کے منہ میں جاتا ہے ایک دن ہی میں تو موتی نہیں بن جایا کرتا۔ سب سے پہلے خوشخبری رکھ کر حوصلہ بڑھا دیا ہے کہ تمہیں فرقان تو ملنی ہی ملنی ہے لیکن ملنے سے پہلے کچھ مشکلات آئیں گی، کچھ مراحل ایسے بھی آئیں گے جن میں بہت خوف ہیں ہم تمہیں پہلے سے متنبہ کرتے ہیں اور یہ بھی وعدہ کر رہے ہیں کہ ان خوفوں کو دور کیا جائے گا اور خدا تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ پس ہر تبلیغ کرنے والے کو یہ وارننگ ہے، یہ تنبیہ ہے کہ خواہ وہ کیسی ہی ہمدردی کے ساتھ، نیک نیّت کے ساتھ، نیک طریق پر پیار اور محبت کے طریق پر ملائمت کے ساتھ تبلیغ کرے گا چونکہ اس کی تبلیغ میں غالب آنے کی طاقت موجود ہے اس لئے لازماً اس کی مخالفت غلط طریق اختیار کرے گی اور دلائل میں ناکامی کی وجہ سے دشمن دوسرے طریق اختیار کرے گا۔

تو داعی الی اللہ کے لئے جو عام تنبیہ فرما دی گئی اس کا علاج بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تقویٰ کے طور پر آپ کے سامنے رکھا اور تقویٰ کی آسان تعریف کر کے اس کو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ خالص نیّت اور خلوص کے ساتھ تم فیصلہ کر لو۔ اب جو احمدی منصوبہ بنانے والا ہے خواہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا ہے اُسے اب تقویٰ کے موضوع کو اپنے سامنے رکھ کر بیٹھنا ہوگا، یہ دیکھنا ہوگا کہ روزمرہ کی زندگی میں اس میں کیا کیا بداخلاقیاں پائی جاتی ہیں؟ کیا کیا ایسی کمزوریاں ہیں جن کے ذریعے جس کو آپ دعوت الیٰ اللہ کرتے ہیں وہ قریب آنے کی بجائے آپ سے دور ہٹ سکتا ہے، اگر وہ بیرونی زندگی کی کمزوریاں ہیں تو وہ نکتہ بہ نکتہ لکھ کر ان کے متعلق توجہ کرنا تقویٰ ہے۔ اگر ان کمزوریوں سے آپ آنکھیں بند رکھیں اور تسلیم نہ کریں تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔ تقویٰ کا لفظی ترجمہ ''بچنا'' ہے تو جس کو گڑھوں کا پتا ہی نہیں وہ بچے گا کیسے؟

پس تقویٰ کی ابتدائی تعریف کی رو سے آپ کو سروے کرنا ہوگا، ایک جائزہ لینا ہوگا کہ کہاں کہاں میرے گڑھے ہیں کہاں کہاں میں ٹھوکر کھا سکتا ہوں، کون کون سی مجھ میں کمزوریاں ہیں جن

کے رستے دشمن مجھ پر حملہ آور ہوگا اس لئے اپنی کمزوریوں کا باقاعدہ چارٹ بنانا ہوگا۔ کھلا کھلا نہ لکھیں لیکن اپنے علم میں ضرور لے آئیں، ذہن میں ان چیزوں کو حاضر کرلیں اور ان کو دور کرنے کے منصوبے کا نام تقویٰ ہے۔ وہ ہوگا خدا کی مدد سے اور خدا کے فضل سے لیکن آپ کے ذہن میں وہ باتیں حاضر ہوں گی تو پھر اگلا قدم اٹھے گا ورنہ اس ابتدائی تعریف میں آپ متقی نہیں قرار دیئے جاسکتے۔ سچے دل سے، خلوص نیت کے ساتھ نیکی کی کوشش کرنا تقویٰ ہے لیکن نیکی کیا ہے؟ اس کا آغاز ہے بدیوں سے بچنا، اور بدیوں سے بچنے کے لئے بدیوں کا علم ہونا ضروری ہے۔

پس قرآن کریم کے ایک ایک لفظ میں اگر آپ اُتر کر دیکھیں تو اور بہت سی نئی راہیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔ آپ کے سامنے کئی ایسے ایوان کھلتے ہیں جن میں آپ نے پہلی دفعہ جھانک کر دیکھا ہوتا ہے۔ پس ہر داعی الی اللہ کو اپنی کمزوریاں دور کرنے کا باقاعدہ منصوبہ بنانا چاہئے اور ان کو لکھنا چاہئے۔ وہ بھی جو بیرونی کمزوریاں ہیں اور جن کا معاشرے سے تعلق ہے اور جو اندرونی کمزوریاں ہیں وہ بھی بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ بیرونی کمزوریوں کا تعلق زیادہ تر آپ کی ذات سے ہے۔ آپ جب کسی کو دعوت دیتے ہیں اور آپ لین دین میں بدنام ہیں تو لاکھ دعوتیں دیتے پھریں لوگوں کو پتا ہے کہ یہ لین دین کا کچا آدمی ہے باتیں بناتا ہے۔ اگر مبالغے کی عادت ہے۔ جھوٹ بول دیتے ہیں تو آپ کی بات کا اعتماد اٹھ جائے گا، اس میں وزن نہیں رہے گا، آپ جتنی مرضی چرب زبانی استعمال کریں جھوٹے کی بات کا وزن ہی کوئی نہیں ہوتا اور دیکھا گیا ہے کہ ایک آدمی خوب باتیں کر کے سمجھتا ہے کہ میں نے ساری مجلس کو مسحور کرلیا لیکن جب وہ مجلس چھوڑ کر جاتا ہے تو سارے ہنس پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بڑا ہی گپی ہے، بڑا ہی جھوٹا ہے اور وہ سمجھتا ہے لوگ مسحور ہوگئے ہیں لیکن لوگ دل میں سوچ رہے ہوتے ہیں کہ جائے تو ہم بتائیں کہ یہ ہے کیا؟ اور سچا آدمی چھوٹی سی بات کرتا ہے۔ بظاہر لوگ رد بھی کردیتے ہیں، ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اس نے بات کی ہے کسی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بعض مخالفت کرتے ہیں لیکن سچی بات دل میں ڈوبنے کی تاثیر رکھتی ہے۔ اس وقت نہیں تو کچھ اور دیر کے بعد سچی بات اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے یا دکھانے کی کوشش کرتی ہے، اس میں طاقت ہے۔

پس بیرونی تعلقات میں اس قسم کی کمزوریاں دور کرنا فہرست کے اول پر آئے گا۔ جن کے نتیجہ میں آپ بدنام ہوں اور آپ کی نیک بات کا اثر نہ پڑے اور اس کا زیادہ تر آپ کی ذات سے

تعلق ہے۔ پھر جب بدنامی والی باتوں سے نیچے اُتر کر دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بدنامی والی باتیں جڑیں رکھتی تھیں اور وہ جڑیں آپ کے دل اور مزاج اور دماغ میں گہری پیوستہ ہیں۔ ایک پھل آپ نے کاٹ لیا تو دوسرا پھل بھی اس جڑ سے پیدا ہو گا اور وہ بدنیتوں کی جڑ ہے، وہ خود غرضیوں کی جڑ ہے، وہ ایسی کجیاں ہیں جو فطرت کے اندر گہری پیوستہ ہیں اور جب تک ان کجیوں کو ان کی جڑوں سے کھینچ کر باہر نکال کر نہ پھینکا جائے ایک شاخ کو کاٹیں گے تو دوسری شاخ پھر نکل آئے گی۔ ایک تنا گرے گا تو دوسرا تنا اپنی جڑوں سے باہر آجائے گا اور پھر انسان کو نمبر ۲ طریق پر اپنی فطرت کا گہرا اندرونی جائزہ لینا ہو گا اور یہ دیکھنا ہو گا کہ میں مالی لین دین میں کمزوری کیوں دکھاتا تھا، کیا توکل کی کمی ہے یا طبیعت میں شوخی اور چالا کی ہے؟ سچ جھوٹ کا فرق معلوم نہیں اور بدی کا اور حرام پیسے کا بھی اتنا ہی مزا آتا ہے جتنا حلال پیسے کا۔ تو یہ بیماری جو ہے زیادہ گہری ہے اور یہ صرف لین دین سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اور بہت سے اس کے اثرات ہیں جو سارے انسانی اخلاق کے دائرے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس طرح منصوبہ بنائیں گے تو پھر منصوبہ در منصوبہ بننا شروع ہو جائے گا۔

یہ تو بیرونی حالت سے تعلق رکھنے والا منصوبہ ہے۔ ایک اندرونی حالت ہے جو گھر میں ظاہر ہوتی ہے۔ آپ کا اپنے بچوں سے سلوک ہے، آپ کا اپنی بیوی سے سلوک ہے، آپ کا اپنی والدہ سے، اپنی بہنوں سے سلوک ہے، اپنی بیوی کی والدہ اس کی بہنوں سے اس کے باپ اس کے رشتہ داروں سے سلوک ہے، ایک اور دنیا آپ کے گھر سے نکل آئی جو گھر کی دنیا ہے لیکن بہت اہمیت رکھتی ہے اور اس کا تعلق نہ صرف آپ کی موجودہ زندگی سے ہے بلکہ آپ کی اولاد کی قیامت تک کی آئندہ زندگی سے ہے۔ آپ باہر بدنام ہوں گے تو غیر آپ کی بات کو توجہ سے نہیں سنے گا یا وزن نہیں دے گا لیکن گھر میں اگر آپ بگڑ گئے تو آپ کی نسلیں بگڑ جائیں گی۔ بجائے اس کے کہ آپ دعوت الی اللہ کے ذریعہ دوسروں کو باہر سے اسلام کے اندر داخل کرنے والے بنیں یا خدا کی راہ میں ان کے قدم کھینچیں ان کو دھکا دے کر پیچھے ہٹانے والے بن جائیں گے۔ ان کو ہی نہیں اپنی اولاد کو بھی وہ تو آپ کے نہیں بن سکے لیکن آپ کی اولاد جو آپ کی کہلاتی تھی وہ بھی آپ کی نہیں رہے گی۔ بسا اوقات بداخلاق خاوندوں کی بیویاں ایمان کھو بیٹھتی ہیں اور ان کی اولاد ان کو اس طرح دیکھتی ہے کہ ذلیل لوگ ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ نیکیاں باہر کی دنیا کے لئے دعوؤں کے طور پر ہیں

حقیقت میں اس شخص کے اندر کچھ بھی نہیں ۔ چنانچہ میں نے ایسی اولادوں کو بارہا اتنا برباد ہوتے دیکھا ہے کہ دل اس بدی کے بدنتائج پر نظر ڈال کر لرزتا ہے ۔گھر میں اپنے اخلاق کو لازماً اچھا بنانا ہوگا جب دعوت الی اللہ کے مثبت نتائج کی بجائے منفی نتائج نکل رہے ہوں گے اور جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ بھی کھو رہے ہوں گے لیکن اس طرف جماعت نے ابھی پوری توجہ نہیں دی ، سنجیدگی سے توجہ نہیں دی اور وہ سمجھتے ہی نہیں کہ اس کی اہمیت کیا ہے؟ ساری جماعت مرادنہیں بلکہ جماعت میں ایک طبقہ ہے جو اللہ کے فضل سے زرخیز زمین کی طرح ہے ان پر جب نصیحت کا بیج گرتا ہے تو وہ اس کو مٹا نہیں دیتے۔ بلکہ اس کے خواص کو ابھارتے ہیں اور اپنے سینے میں اس کو جگہ دیتے ہیں ، وہ نشوونما پاتا ہے اور اس سے آگے پھر اور آگے نیکیاں بڑھتی ہیں ، نیکیوں کے نئے نئے پھل لگتے ہیں چنانچہ پھر بسا اوقات بعض لوگ خوشی سے دعائیں لینے کی خاطر لکھتے ہیں کہ ہم نے گھر میں یہ یہ بدسلوکی کی تھی یا کیا کرتے تھے اور آپ کا فلاں خطبہ پہنچا تو اس کے بعد ہم نے سوچا اور خدا کے فضل سے توفیق مل گئی کہ اب ہم اس بدخلقی سے تائب ہو چکے ہیں، گھر صاف ہو گیا ہے اور نتیجۃً کہتے ہیں کہ اب گھر کا مزا آیا ہے۔اتنی خوشی ہوئی ہے اور ہمارے گھر میں ایسے اچھے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں کہ دیکھنے والے بھی رشک کریں۔

تو جماعت کو جب میں کہتا ہوں کہ ابھی توجہ نہیں دی تو مراد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ ساری جماعت ہی بہری گونگی ہے، چند ایسے ہیں اور میرے خیال میں گھر کے معاملے میں چند سے بھی زائد ایسے ہیں جو اپنے گھر میں کم سے کم بنیادی اخلاق کا مظاہرہ بھی نہیں کرتے۔میں نے بیویوں کی بات کی ہے، خاوندوں سے بیویوں کے تعلقات بعض دفعہ خاوندوں کی وجہ سے بگڑتے ہیں بعض دفعہ خاوندوں کے بیویوں کی وجہ سے بگڑتے ہیں۔دونوں طرف احتمالات ہیں اور امکان موجود ہے لیکن زیادہ تر مرد کا قصور ہوتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي. (ترمذی کتاب المناقب حدیث نمبر: ۳۸۳۰) تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے، اپنی بیوی، اپنے گھر والوں کے لئے اور اپنے اہل خانہ کے لئے سب سے اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم میں سب سے اچھا ہوں۔بعض دفعہ لوگوں کو جب نصیحت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء: ۳۵) ہم نے

ان عورتوں کو سیدھا رکھنا ہے خواہ ڈنڈے کے ساتھ سیدھا رکھنا پڑے، بدتمیزی کے ساتھ سیدھا رکھنا پڑے گالی گلوچ دے کر سیدھا رکھنا پڑے یہ ہمارا کام ہے۔ اس لئے عورت ذات کو ٹھیک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تحکم ہو، رعب ہو اور اس کی مجال نہ ہو کہ خاوند کی مرضی کے خلاف کوئی بات کر سکے۔ یہ اس آیت پر تہمت ہے اور ایسی تہمت ہے جس نے سارے اسلام کو دنیا میں بدنام کر رکھا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس غلط تشریح کا کوئی رستہ ہی باقی نہیں چھوڑا۔ فرمایا **خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلہ** ۔ آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ قوّام تھے اور آپؐ کے قوّام ہونے نے کبھی بھی بدخلقی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ کبھی بھی بدخلقی کا لباس نہیں اوڑھا تو وہ کیسے بدقسمت اور بدنصیب قوّام ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی قوّامی سے سبق لینے کی بجائے ایسے غلط معنی کرتے ہیں جن کا اس آیت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر غور کریں کہ کس طرح وہ تحمل کے ساتھ اور حوصلے کے ساتھ اپنی بیگمات کی بعض دفعہ سخت باتیں بھی سن لیا کرتے تھے۔ تکلیف دہ باتوں پر بھی اپنے آپ کو دکھی محسوس کرتے تھے مگر کبھی ایک دفعہ بھی حضرت اقدس محمد ﷺ نے گھر میں بدکلامی نہیں کی۔ ایک دفعہ بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ پس قوّام کے کیا معنی ہیں آپ آنحضرت ﷺ سے سیکھیں۔ پھر آپ کو پتا لگے گا کہ آپ کی بدتمیزیاں قابل مواخذہ ہیں اور خدا کے نزدیک یہ یقیناً پکڑی جائیں گی۔ چنانچہ اس کا ایک بد پھل، کڑوا پھل تو یہ ملتا ہے کہ اولاد برباد ہو جاتی ہے۔ اچھے دعوت دینے والے نکلے کہ نئی زمینیں فتح کرنے کی بجائے جو زمین حاصل تھی وہی ہاتھ سے جاتی رہی۔ جس جگہ سے غیر قوموں کو فتح کرنے نکلے تھے وہ قوم ہی اپنی نہ رہی۔ اپنی سرزمین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ پس دعوت الی اللہ کے وقت ایسی بدنصیبی نہیں ہونی چاہئے۔

پس منصوبے میں یہ بات شامل کریں۔ خاص طور پر میں اُن احمدی بدنصیب مردوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ بعض دفعہ نمازوں میں تو بڑے پکے ہوتے ہیں، جماعتی کاموں میں بھی آگے ہوتے ہیں لیکن گھروں میں ظلم کرتے ہیں۔ وہ اپنی ساری نیکیوں کو اپنے ہاتھ سے مٹا رہے ہوتے ہیں کچھ بھی اس کا باقی نہیں رہتا۔ بعض دفعہ عورتوں کے بڑے دردناک خط ملتے ہیں اور اُن کی ظلموں کی وہ داستانیں اگر سچی ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ کہتے تو یہ ہیں کہ یہ نمازی بھی ہے، جماعت کا عہدیدار بھی ہے لیکن گھر آتا ہے تو بدتمیزیاں کرتا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر گالیاں دیتا ہے۔ میرے ماں باپ کو

گالیاں دیتا ہے۔ میرے گھر والوں کو دیتا ہے۔ اگر بدقسمتی سے کوئی رشتہ دار ہمارے گھر آ جائے اور میں اس کو چائے پلا رہی ہوں تو اس کا منہ بگڑ جاتا ہے کہتا ہے تم نے میرا مال کیوں اس کو کھلا دیا؟ ایسا بدنصیب اور بدخلق انسان دعوت الی اللہ کے لائق کیسے ہوسکتا ہے اور وہ یہ نہیں سوچتا کہ صرف یہی نقصان نہیں ہے بلکہ یہ ظلم ایسا ہے جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ ایسے شخص سے ضرور مؤاخذہ کرے گا۔ کسی کی بچی تمہارے گھر آئی تو اس کے ساتھ تم اس قسم کی بدتمیزیاں کرو اور اس کی زندگی اجیرن کر دو لیکن وہ بے بس ہو اور تمہارے مقابل پر بے اختیار ہو، ذرا احتجاج کرے تو تم اس کو بدنی سزائیں دو اور کہو کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ بدنی سزا دو۔ یعنی قرآن کریم پر بھی حملہ، حدیث پر بھی حملہ۔ کلام اللہ پر بھی اور سنت پر بھی حملہ اور ان سب کو تحریف کے ساتھ، اپنی زبان اور اپنے عمل کی تحریف کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر کے تم ساری دنیا پر ظلم کر رہے ہوتے ہو اور اسلام کی ایک ایسی تصویر پیش کرتے ہو جسے کوئی مہذب دنیا میں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ پھر دعوت الی اللہ کو بھی نکلتے ہو اپنے نام بھی لکھوا دیتے ہو۔ اس لئے اگر اور کچھ نہیں تو مظلوم کی بددعا سے ہی ڈرو۔ وہ عورت جو نہتی اور بے بس ہے اس کو اپنے گھر ڈال کر اس پر زیادتیاں، اس کے رشتہ داروں پر زیادتیاں، ایسی کمینی حرکتیں کہ اگر اس کا کوئی عزیز چائے پی لے تو تم بھڑ جاؤ کہ میرے پیسے کو تم اپنے عزیزوں پر تقسیم کر رہی ہو حالانکہ قرآن کریم نے ذِی الْقُرْبٰی کا جو حکم دیا ہے کہ خبردار ہم تمہیں نیکی کی نصیحت کرتے ہیں خیرات کی نصیحت کرتے ہیں لیکن ذِی الْقُرْبٰی کو نہیں بھولنا تو ذِی الْقُرْبٰی میں بیوی اور اس کے بھائی، اس کے ماں باپ، اس کے غریب رشتے دار سب شامل ہوتے ہیں اور تمہارا اخلاقی فرض ہے کہ ان کا خیال کرو۔ ان سے حسن سلوک کرو، عزت کا سلوک کرو اور رحمی رشتوں کو توڑو نہیں۔ پس یہاں جب آپ بداخلاقی کرتے ہیں تو اس کا ایک اور بد نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ ایسے گھر میں آپ کسی کو دعوت پر بلا نہیں سکتے اور جب آپ منصوبہ بنائیں گے تو اس منصوبے میں یہ بات بھی شامل ہونی چاہئے کہ میں اپنے دوستوں کو بھی کبھی دعوت پر بلاؤں، بیوی اپنی سہیلیوں کو اپنے گھر دعوت پر بلائے، بچے اپنے دوستوں کو اپنے گھر دعوت پر بلائیں اور گھر میں لا کر دکھائیں کہ گھر ہوتا کیا ہے آپس کے تعلقات ان کو دکھائی دیں ایک پیار اور محبت کی جنت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں وہ محسوس کریں کہ اسلامی گھر میں تو آئندہ کی جنت کا وعدہ نہیں بلکہ اس دنیا کی جنت

کا نمونہ پیش کر دیا گیا ہے اور اس کے بغیر مغربی دنیا میں تو دعوت الی اللہ بہت مشکل ہے۔ آپ کے بہت سے ایسے ملنے جلنے والے ہو سکتے ہیں جنہوں نے اسلام کے متعلق غلط تصور باندھے ہوئے ہیں اور وہی وجوہات ہیں جو میں بیان کر رہا ہوں کہ کسی جہالت کے دور میں قرآن کے معنی بگاڑ بھی دیئے گئے، سنت کے معنی بھی بگاڑ دیئے گئے اور بد بخت جاہلوں نے اپنی بداخلاقیوں کو نعوذ باللہ قرآنی تعلیم کی طرف اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کے اسوہ حسنہ کی طرف منسوب کر کے سندات حاصل کیں اور اپنی بدبختیوں کو چھپانے کے لئے اسلام کا حوالہ دے کر دنیا کے سامنے کہا کہ ہم تو نیکی کر رہے ہیں۔ ہمیں تو خدا نے یہ اجازت دی ہے کہ اس قسم کی بدتمیزیاں کرتے پھریں تو دیکھئے اسلام کی کیا تصویر دنیا کے سامنے بنے گی۔ یہ وہ منفی دعوت الی اللہ کرنے والے ہیں جو منہ سے تو یہی کہیں گے کہ آؤ ہم تمہیں اسلام کی طرف بلاتے ہیں لیکن ان کی ساری زندگیاں اور پوری نسلیں تاریخ میں گواہ ہیں کہ انہوں نے دنیا کو اسلام سے بدکا دیا ہے، متنفر کر دیا ہے۔ پیچھے پھینک دیا ہے۔ پس آپ نے اپنا ہی حساب نہیں دینا۔ ان گزرے ہوئے بد بخت زمانوں کا بھی حساب دینا ہے جبکہ محمد مصطفی ﷺ کی سنت اور خدا کے کلام سے کی گئیں، جب کہ اسلامی معاشرے کو ایسا بدزینت، بدزیب بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا کہ اس کے نتیجہ میں تبلیغ ممکن ہی نہیں رہی۔

پس آج اگر احمدی نے اپنے گھر کو جنت کا نمونہ نہ بنایا اور اپنے گھر میں ان اسلامی اخلاق کو جو حضرت محمد مصطفیؐ کی سیرت سے روشن ہوئے ہیں جن کے بعد کسی ابہام کی کوئی گنجائش نہیں رہی کوئی غبی سے غبی اور شقی سے شقی مولوی بھی جو قرآن کے غلط معنی کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے ایک واقعہ ایسا نہیں دکھا سکتا جس میں آپ نے اپنے گھر والوں سے زیادتیاں کی ہوں اور پھر اس کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر مارنے میں جلدی کرتا ہے کہتا ہے مارنے کا مطلب یہ ہے کہ اٹھاؤ ڈنڈا اور بیوی کو سیدھا کر دو۔ پس اخلاقِ حسنہ کے ساتھ گھر کی اصلاح کرنا یہ قوّام کے معنی ہیں آنحضرت ﷺ نے یہی قوّامی دکھائی تھی جس کے اعجاز میں آپ کی بیگمات امہات المؤمنین سب دنیا کے لئے نمونہ بن گئی تھیں۔ پس اپنے بیرونی اخلاق کی بھی حفاظت کرنی پڑے گی۔ اپنے اندرونی اخلاق کی بھی حفاظت کرنی پڑے گی۔

یہ دعوت الی اللہ کے پروگرام کا ایک لازمی حصہ ہے کوئی معمولی حصہ نہیں اور آپ اپنے

منصوبے میں اس کو ضرور داخل کریں۔ پھر قوّام ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنے بچوں کے اخلاق کے متعلق بھی منصوبہ بنانا ہوگا اگر منصوبہ بنانے والا باپ ہے اور اگر منصوبہ بنانے والی ماں ہے تو چونکہ گھر کی سپرداری اس کے پاس ہے اس لئے اسے بھی اپنے بچوں کا منصوبہ بنانا ہوگا اور اپنے خاوند کی اصلاح کرنے کے لئے بھی اُسے کچھ منصوبہ بنانا ہوگا۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے بعض عورتیں مجھے خط لکھ دیتی ہیں اور پھر میں کوشش کرتا ہوں۔ نظارتیں حرکت میں آتی ہیں۔ ذیلی تنظیمیں حرکت میں آتی ہیں۔ دور دراز تک بعض دفعہ ان کے درد کی آواز کا ردعمل پیدا ہوتا ہے اور خدا کا فضل ہے۔ یہ جماعت احمدیہ پر اللہ کا احسان ہے ورنہ دنیا کی اور کسی جماعت میں یہ ممکن نہیں کہ اس طرح کسی دور دراز کے ملک میں کوئی مظلوم عورت آواز اٹھائے اور خلیفہ وقت کے سینے سے ٹکرا کر وہ آواز نظامِ جماعت کو پہنچے اور اس کو بیدار کرے اور پھر دور دراز کا سفر کر کے افریقہ کے جنگلوں میں یا فجی میں یا کسی اور ملک میں ایک احمدی گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور گھر کے مالک کو بلاتا ہے کہ میں نے تم سے مخفی بات کرنی ہے اور وہ کہتا ہے کہ تمہارے متعلق خلیفۂ وقت کا یہ تاثر ہے اپنی اصلاح کرو اور پھر وہ اصلاح کرتا ہے اور کچھ عرصے کے بعد دونوں کی طرف سے دعاؤں کے خط ملتے ہیں کہ الحمدللہ ہم نے اطاعت کا ایسا شیریں پھل پایا ہے کہ آپ کی طرف سے اگر پیغام نہ ملتا تو شاید ہم یہ برائی کبھی محسوس بھی نہ کرتے لیکن اللہ نے فضل فرمایا اور اب ہم ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ احمدی بچیوں کی کمزوریاں، بعض دفعہ بیویوں کی کمزوریاں گھر والوں کی طرف سے ہی بطور اطلاع بھجوائی جاتی ہیں اور خدا کے فضل سے نظام حرکت میں آتا ہے تو نظام آپ کی پوری طرح مدد کرنے پر مستعد کھڑا ہے اور ہم دعائیں بھی کرتے ہیں لیکن دعوت الی اللہ کرنے والے کو لازماً اپنی اصلاح کا، اپنے گھر کی اصلاح کا ایک منصوبہ بنانا ہوگا۔ یہ اس کے تقویٰ کی تعریف ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمادی کہ نیک بنو اور بدیوں سے بچنے کی کوشش شروع کردو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ تمہیں فرقان عطا فرمائے گا۔ تم میں اور تمہارے غیروں میں ایک تفریق کردی جائے گی۔ جس طرح رات اور دن میں اشتباہ نہیں رہتا۔ دن رات سے جدا ہے اور ہمیشہ جدا رہے گا اور رات دن سے جدا ہے اور جن میں ذرا بھی دیکھنے کی طاقت ہو وہ دن اور رات میں ذرا بھی شبہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرقان نصیب ہوگا۔ تمہارے اخلاق حسنہ تمہاری شخصیت کو ایسا صیقل کریں گے، ایسی

روشنی عطا کریں گے کہ تمہارے مقابل پر دوسرے اندھیرے دکھائی دیں گے اور لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں گے کیونکہ تم روشنی کے نمائندہ بن چکے ہو گے۔ روشنی خواہ چھوٹی سی بھی ہو وہ ضرور کھینچتی ہے۔ آپ اندھیری رات میں چمکتے ہوئے ایک جگنو کو دیکھتے ہیں اور آپ کا دل خوش ہوتا ہے اور بچے لپکتے ہیں کہ کسی طرح ہمارے ہاتھ میں آجائے ہم اُسے اپنے کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے کر جائیں دوسروں کو بھی دکھائیں۔ پس روشنی میں ایک طبعی جذب ہے اور جتنا اندھیرا زیادہ ہوا تنا ہی روشنی زیادہ کشش رکھتی ہے۔ پس آج دنیا اندھیری ہے۔ دنیا پر ایک تاریک رات چھائی ہوئی ہے۔ آپ روشنی کا انتظام کریں۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کی روشنی کا انتظام کریں اور یہ روشنی آپ کو تقویٰ سے نصیب ہوگی اور اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کے لئے کھڑا ہے۔ میں نے جب کہا کہ نظام جماعت آپ کی مدد کے لئے کھڑا ہے تو یہ بھی خدا کی مدد کا ایک اظہار ہے ورنہ کسی اور کا نظام جماعت کیوں آپ کی مدد کے لئے کھڑا نہیں ہوتا یا کمزوروں کی مدد کے لئے کھڑا نہیں ہوتا۔ وہ جو اللہ کے نمائندے ہیں انہی کو توفیق ملتی ہے۔ پس اللہ کئی طریق پر آپ کی مدد فرمائے گا۔ جب نظام کی طرف سے آپ کو آواز جاتی ہے تو وہ خدا کی آواز ہی ہوتی ہے اور اس پر اگر آپ لبیک نہیں کہیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ تقویٰ سے عاری ہیں۔ پس تقویٰ کا ایک یہ معنی بھی ہے کہ اگر خود توفیق نہیں تھی تو جب باہر سے نیکی کی آواز آئی تو کم سے کم اس آواز پر ہی لبیک کہنے کی کوشش کریں۔

پس اس طرح جماعت احمدیہ میں متقی لوگ پیدا ہوں گے اور جتنے متقی لوگ پیدا ہوں گے اتنے ہی دعوت الی اللہ کو زیادہ پھل لگیں گے۔ پس اب آخر پر میں یہ گزارش کروں گا کہ اپنے گھروں میں اب یہ بات رائج کر دیں اگر آپ اکیلے داعی الی اللہ ہیں تو اپنا منصوبہ بنائیں اور گھر میں بچوں کو بھی آمادہ کریں، بیوی کو بھی اس سکیم میں شامل ہونے کے لئے آمادہ کریں اور پھر جب بچے منصوبے بنائیں تو آپ ان سے منصوبہ لے کر ان کے ساتھ بیٹھا کریں اور ان کو بتائیں کہ اس منصوبہ میں یہ یہ کمزوری ہے آگے وہ منصوبہ تفصیل سے کیسے بنانا ہے اس کا میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں ذکر کروں گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کیونکہ اس وقت دنیا کو دعوت الی اللہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور ایسے عالمی حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ لوگ دعوت الی اللہ قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ بہت زیادہ توجہ ہے۔ میں نے جیسا کہ ایک دفعہ پہلے بھی بتایا تھا قادیان کے سفر پر مجھے یہ تجربہ

ہوا ہے کہ جن کے متعلق ہم یہ سمجھتے تھے کہ ان کے دل میں اسلام کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ قادیان جانے کے نتیجہ میں یہ پتا لگا کہ سب کے دلوں میں دروازے کھلے ہوئے ہیں کوئی پیغام پہنچ ہی نہیں رہا اور دل پیاسے ہیں متمنی ہیں، دور دراز سے سکھوں کے بھی ہندوؤں کے بھی حیرت انگیز خط آتے ہیں۔ وہ میاں وسیم احمد صاحب کو قادیان خط لکھتے ہیں۔ کئی لوگوں نے ٹیلی ویژن پر تقریریں سنی ہیں، کئی نے قادیان کے جلسے خود دیکھے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو یہ لکھتے ہیں کہ ہم نہیں جا سکے مگر قادیان والے کچھ ہمارے واقف ہیں۔ وہ آکر ہمیں باتیں بتاتے ہیں اور بعض یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہم دوکاندار ہیں ہمارے پاس دوسرے دوکاندار آتے ہیں اور وہ آکر یہ باتیں کرتے ہیں۔ ایک میڈیکل سٹور والے کا خط تھا کہ میں دوائیاں بیچتا ہوں اور قادیان سے کئی دفعہ مریض آتے ہیں اور آتے ہی وہ قادیان کی باتیں شروع کر دیتے ہیں کہتے ہیں کہ قادیان والے تو ہم نے اب دیکھے ہیں کہ کیا چیز ہیں اور اگر امن ہے تو جماعت احمدیہ سے ہوگا اور کسی ذریعہ سے نہیں ہوگا۔ تو دل تو تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ میں روشنی ہو تو وہ روشنی دلوں میں جائے گی ناں۔ وہ نور پیدا کریں جس کے بغیر اندھیرے دور نہیں ہوا کرتے۔ چھوٹا سہی جگنو ہی کا نور سہی مگر جگنو کی طرف بھی تو لوگ لپکتے ہیں اور اس سے پیار کرتے ہیں۔ آپ سے بھی اسی طرح دنیا پیار کرے گی اور آپ کے نور سے اپنے سینوں کو روشن کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین